سلسلہ سبق

اصل الاصول

نمبر (۹)

(علامہ ابن تیمیہ کے رسالہ "معارج الوصول" کا ترجمہ)

(از: عبدالحلیم ناظم "مولوی فاضل" مدیر محدث و مدرس رحمانیہ)

پس جب اسلام آیا تو رسول اللہ صلعم نے اس کو ثابت رکھا، چنانچہ اصحاب کرام مضاربت کی حیثیت سے دوسروں کے مال تجارت کیلئے سفر میں لیجایا کرتے تھے۔ اور رسول اللہ انھیں منع نہیں فرماتے تھے۔ یہ ظاہر ہے کہ رسول اللہ ہی کا فعل قول اور اقرار سنت ہے۔ پس جب حضور نے اس کا اقرار کیا (اس سے انکار نہیں فرمایا) تو مضاربۃ بھی سنت سے ثابت ہوگئی۔

حضرت عمرؓ سے مضاربۃ کے متعلق ایک مشہور اثر ہے جسکو امام مالک نے مؤطا میں ذکر کیا ہے اور اس پر فقہاء کا بھی اعتماد ہے۔ وہ یہ ہے کہ حضرت عمر نے ابو موسیٰ اشعری کو یمن کا والی بنا کر بھیجا۔ ابو موسیٰؓ نے یمن میں بیت المال میں سے اپنے دو بیٹوں کو کچھ مال بطور قرض دیا اور ایک قافلہ کے ساتھ مدینہ میں تجارت کیلئے بھیجدیا۔ دونوں نے اس میں تجارت کی۔ اور نفع حاصل کیا۔ حضرت عمرؓ کو جب معلوم ہوا تو ابو موسیٰ کے دونوں لڑکوں کو بلایا اور ان سے کہا کہ چونکہ تمہارا اصل مال مسلمانوں کے بیت المال کا تھا اس لیے راس المال اور نفع مسلمانوں کا ہے۔ کیونکہ ابو موسیٰ نے تمام لشکر میں دوسروں کو چھوڑ کر تمہیں کو کیوں بیت المال کے قرضہ کے ساتھ خاص کیا تو ان میں سے ایک نے خلیفۂ رسول سے کہا اگر نقصان ہوتا تو نقصانی کا تاوان ہمیں دینا پڑتا۔ پھر آپ مال و نفع دونوں کس طرح لے سکتے ہیں؟ اسوقت حضرت عمر سے بعض صحابہ نے کہا کہ آپ اس کو مضاربۃ کر دیں چنانچہ انھوں نے اس کو مضاربۃ کر دیا۔" تو ایسی رائے کیوں دی گئی تھی صرف اس وجہ سے کہ ان کے درمیان مضاربت مشہور تھی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ بھی بالکل قریب تھا۔ ان کے بعد کی یہ کوئی نئی چیز نہ تھی۔ تو معلوم ہوا کہ ان کے درمیان رسول اللہ ہی کے وقت سے مضاربت رائج تھی جسطرح فلاحۃ اور اس کے علاوہ خیاطی و شناوری وغیرہ صفتیں مشہور تھیں۔

اس کے علاوہ کبھی اجماعی مسائل ایسے ہوتے ہیں کہ ان میں مجتہدین کے کسی گروہ کو نص نہیں معلوم ہوتا۔ لہذا وہ لوگ اپنی رائے کے اجتہاد سے جو نص کے موافق ہوتی ہے ان میں کلام کرتے ہیں لیکن ان کے غیر کے پاس نص ضرور ہوتا ہے۔ ابن جریر اور ایک گروہ یہ کہتا ہے کہ اجماع بغیر ایسے نص کے منعقد ہو ہی نہیں سکتا جسکو رسول اللہ صلعم سے نقل کیا گیا ہو۔ ساتھ ہی یہ لوگ قیاس صحیح کو بھی مانتے ہیں۔

ہم تو نہیں شرط کرتے کہ وہ لوگ تمام کے تمام نص کو جانتے تھے۔ اور اس کو بالمعنی نقل کیا جسطرح خبریں نقل کی جاتی ہیں۔ لیکن ہم نے اجماع کے موارد کا جہاں تک استقرار (ڈھونڈھ اور تلاش) کیا تو کل کے کل منصوص ہی پائے۔ اکثر علماء نص کو نہیں جانتے تھے لیکن جب رائے ظاہر کی تو وہ رائے جماعت کے موافق نکلی۔ جس طرح قیاس کے ساتھ دلیل لائی جاتی ہے

حالانکہ اس مسئلہ میں اجماع ہوتا ہے مگر مدلل معلوم نہیں ہوتا۔ ہاں اس کا قیاس اجماع کے موافق ہوجاتا ہے کسی مسئلہ میں کوئی نص خاص ہوتا ہے حالانکہ اس میں بعض لوگ عموم سے استدلال کرتے ہیں۔ جیسے ابن مسعود وغیرہ اللہ کے اس قول سے استدلال کرتے ہیں۔ واولات الاحمال اجلھن ان یضعن حملھن" اور حمل والی عورتوں کی مدت یہی ہے کہ وہ حمل کو جن لیں ابن مسعود کا قول ہے کہ چھوٹی سورۂ نسار یعنی بڑی سورۂ نسار یعنی بقرہ کے بعد نازل ہوئی۔ اور اللہ کا قول" اجلھن ان یضعن حملھن" (ان کی مدت یہی ہے کہ اپنے حمل کو جن لیں) اس میں اجل کا انحصار چاہتا ہے۔ پس اگر اس عورت پر یہ واجب کردیا جاتا کہ ابعد الاجلین کو شمار کیا جائے تو اس کی مدت اپنے حمل کو جن لینا نہ ہوتی۔ حضرت علیؓ اور ابن عباس وغیرہ نے اس کو دونوں آیتوں کے عموم میں داخل کیا۔ آخر سبیعہ اسلمیہ کے قصہ میں نص خاص آگیا جو ابن مسعود کے قول کے موافق ہے۔

اسی طرح علماء نے مفوضہ عورت (جو شوہر کی وفات کے بعد خود کو کسی کے سپرد کردے) کے متعلق اختلاف کیا کہ اس کے لئے مہر مثل ہے یا نہیں؟ ابن مسعودؓ نے اپنی رائے سے فتویٰ دیا کہ اس کیلئے مہر مثل ہے پھر لوگوں نے بروع بنت واشق کی حدیث روایت کی جو اس کے بالکل موافق ہے۔ لیکن حضرت علیؓ اور زید وغیرہ نے اس کا خلاف کیا ان لوگوں کا قول ہے کہ مفوضہ عورت کیلئے کوئی مہر ہی نہیں۔ پس ثابت ہوگیا کہ بعض مجتہدین عموم یا قیاس سے فتویٰ دیتے ہیں حالانکہ اس مسئلہ میں نص خاص ہوتا ہے مگر انھیں معلوم نہیں ہوتا تاہم ان کا فتویٰ اس نص کے موافق ہوجاتا ہے۔ ایک بھی ایسا مسئلہ نہیں جانا جاتا جس پر اتفاق ہو کہ اس میں کوئی نص نہیں۔ بلکہ عام طور پر جس میں لوگ جھگڑتے ہیں اس میں بعض لوگ تو نصوص سے حجت پکڑتے ہیں۔ جیسے وہ حاملہ عورت جس کا شوہر وفات پاگیا ہو۔ یہ لوگ اس کیلئے دونوں آیتوں کے شمول سے دلیل بیان کرتے ہیں۔ اور دوسرے بعض کہتے ہیں کہ وہ عورت صرف آیت حمل ہی میں داخل ہوتی ہے۔ اور آیت شہور غیر حاملہ کے متعلق ہے جس طرح آیت قروء غیر حاملہ کے متعلق ہے۔ اسی طرح جب لوگوں نے حرام کے متعلق تنازع کیا تو جن لوگوں نے اس کو قسم قرار دیا انھوں نے اس آیت سے حجت پکڑی فرمایا

لم تحرم ما احل اللہ لک انت تبتغی مرضات ازواجک واللہ غفور رحیم۔ قد فرض اللہ لکم تحلۃ ایمانکم۔ — اے پیغمبر! جس چیز کو اللہ نے تمہارے لئے حلال کردیا ہے اسکو کیوں حرام کرتے ہو۔ تم اپنی بیویوں کی خوشنودی چاہتے ہو۔ اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ تحقیق اس نے تمہارے لئے تمہاری قسموں کا پورا کرنا فرض کردیا ہے۔

اسی طرح جب لوگوں نے مبتوتہ (وہ عورت جس کو طلاق مغلظہ دیکر اس سے بالکل قطع تعلق کرلیا گیا ہو) کے متعلق تنازع کیا کہ اس کے لئے نفقہ اور سکونت ہے یا نہیں؟ تو ایک جماعت نے فاطمہؓ کی حدیث سے حجت پکڑی اور یہ کہا کہ جس سکنیٰ کا ذکر قرآن میں ہے وہ رجعیہ کیلئے ہے۔ دوسری جماعت نے کہا کہ نہیں، بلکہ یہ سکنیٰ عام ہے یعنی رجعیہ وغیر رجعیہ ہر دو کے لئے ہے دراصل نصوص کی دلالتیں کبھی پوشیدہ ہوتی ہیں جنھیں سمجھنے کیلئے خدا نے بعض لوگوں کو خاص کرلیا ہے۔ جیسا کہ حضرت علیؓ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں جسکو چاہتا ہے اپنی کتاب میں سمجھ دیتا ہے۔

(باقی آئندہ)